14357-اگر گھر کا خرچہ بیوي برداشت کرتی ہو تو کیا وراثت میں اس کا حصہ مختلف ہوگا

سوال

سورۃ النساء کی آیت نمبر گیارہ میں وراثت میں سے عورت کے لیے مرد سے نصف حصہ مقرر کیا ہے، میں یہ سمجھتا ہوں کہ عورت کو مرد کے مقابلہ میں نصف دینے کا حکم اس امر پر مبنی ہے جو سورۃ النساء کی آیت نمبر (34) میں ہے کہ مرد عورت کا سربراہ ہے، میرا سوال یہ ہے کہ :

جب خاندان میں عورت ہی اساسی طور پر کمائی کرنے والی ہو (یعنی وہ ملازمت کرتی ہو) (نہ کہ مرد) تو پھر کیا حاصل ہوگا ؟ یا پھر خاوند اور بیوي دونوں ہی ملازمت کرتے اور روزي کماتے ہوں تو کیا پھر بھی ان پر یہی حکم لاگو ہوگا ؟

پسندیدہ جواب

وراثت میں عورت کو مرد کے مقابلہ میں نصف ملے گا چاہے عورت ملازمت کرکے خرچہ برداشت کرتی ہو یا نہ کرتی ہو کیونکہ یہ حکم اللہ تعالی کا ہے فرمان باري تعالی ہے :

.{اللہ تعالی تمہیں تمہاري اولاد کے بارہ میں وصیت کرتا ہے کہ ایک مرد کے لیے دو عورتوں کے برابر ہے}.النساء (11)

جب مرد اور عورت ایک ہی جانب سے وراثت میں جمع ہوں تو مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا، اس سے کلالہ کے مسئلہ میں اخوۃ لام (ماں کی جانب سے بھائی) مستثنی ہیں جو کہ اللہ تعالی کے مندرجہ ذیل فرمان میں بیان ہیں :

.{اور اگر وہ مرد یا عورت کلالہ ہو (یعنی اس کا باپ بیٹا نہ ہو) اور اس کا ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان دونوں میں سے ہر ایک کے لیے چھٹا حصہ ہے، اور اگر اس سے زیادہ ہوں تو ایک تہائی میں سب شریک ہیں}.النساء (12)

اور کلالہ کی صورت یہ ہے کہ : متوفی شخص کی نہ تو اصل ہو اور نہ ہی فرع یعنی والد اور اولاد نہ ہو، تو اگر اس کے ماں جائے بھائی ہوں تو مرد کو بھی عورت کے برابر ہی ملے گا، امام قرطبی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

(علماء کرام کا یہ اجماع ہے، اور فرائض میں اخوۃ لام کے علاوہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس میں مرد اور عورت کو برابر حصہ ملے).

وراثت کی شان کی خاطر اللہ تعالی نے اس کی تقسیم خود کی اور اس میں کسی مجتہد کے اجتہاد یا کسی تاویل کرنے والے کی تاویل کے لیے نہیں چھوڑا اور اسی لیے اللہ تعالی نے آیت ختم کرتے ہوئے فرمایا :

.{یہ اللہ تعالی کی جانب سے فرض کردہ ہے، یقینا اللہ تعالی علم اور حکمت والا ہے}.

اور اللہ تعالی نے وراثت کے احکام بیان کرنے کے بعد یہ فرمایا :

{یہ اللہ تعالی کی حدود ہیں، اور جو کوئی بھی اللہ تعالی اور اس کے رسول کی اطاعت وفرمانبرداري کرے گا اللہ تعالی اسے ایسی جنتوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے سے نہریں جاریں ہونگی اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اور یہ عظیم کامیابی ہے، اور جو کوئی بھی اللہ تعالی اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے آگے تجاوز کرے گا اللہ تعالی اسے آگ میں داخل کرے گا اس میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت والا عذاب ہے} النساء (13-14)

اس سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان احکام میں تبدیلی اور تغیر کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور نہ ہی اس پر کوئی اعتراض کیا جاسکتا ہے اس لیے کہ یہ احکام اللہ تعالی کی جانب سے نازل کردہ ہیں جو علم اور حکمت والا ہے اور لوگوں پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا، اور والدہ کا اپنے بچوں پر رحم کرنے سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے.

اور بعض علماء کرام نے وراثت میں مرد کو عورت پر فضیلت دینے کی حکمت مندرجہ ذیل فرمان باري تعالی استنباط کی ہے :

فرمان باري تعالی ہے :

{مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالی نے ایک کو دوسرے پر فضیلت دي ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں} النساء (34)

علماء کا کہنا ہے کہ : جب مرد عورت اور اس کی اولاد اور اس کے ملازموں پر خرچہ کرنے کا مکلف ہے اور عورت اس کی مکلف نہیں بلکہ اس سے یہ معاف ہے تو اس طرح یہ مناسب ہوا کہ مرد کا حصہ عورت کے حصہ سے زیادہ ہو.

اور یہ حکمت بلاشک وشبہ ظاہر ہے علامہ شنقیطی رحمہ اللہ تعالی اپنی تفسیر "اضواء البیان" میں کہتے ہیں :

اس لیے کہ کسی دوسرے کے بھروسہ پر قائم شخص جس پر خرچ کیا جارہا ہو ہمیشہ نقصان کی امید میں ہوتا ہے اور اسے قائم رکھنے والا جو اس پر مال خرچ کررہا ہے ہر وقت زیادہ کی امید میں ہوتا ہے، اور نقصان کی امید والے پر زیادہ کی امید والے کو ترجیح دینے کی حکمت بالکل واضح اور ظاہر ہے کہ یہ اس کے نقصان کا ازالہ کرنے کے لیے ہے.

دیکھیں اضواء البیان (308/3).

اور یہ معلوم ہونا ضروري ہے کہ اسلام کی تمام اصطلاحات اور قوانین عورت کی عزت وتکریم اور اس کے ساتھ انصاف ہی کرتی ہیں، اور اسلام نے عورت کو ایک مستقل مالی ذمہ بھی عطا کیا ہے، جب کہ کچھ مدت قبل تک تو یورپی عورت حق ملکیت سے محروم تھی!

اور سوال میں جو یہ پوچھا گیا ہے کہ : وہ عورت جو گھر کا خرچہ برداشت کرتی ہو یا پھر خرچہ کرنے میں شریک ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ :

عورت ایسا کرنے کی ذمہ دار نہیں اور اس سے خرچہ کرنے کا مطالبہ نہیں کیا گیا، اسے یہ حق حاصل ہے کہ ملازمت سے رک جائے، یا پھر اپنی کمائی کے مال سے گھریلو خرچہ نہ کرے بلکہ اپنے خاوند سے اپنے اور اپنی اولاد کے لیے خرچہ اور رہائش کا مطالبہ کرے، اگر خاوند یہ حق ادا نہ کرے تو بیوي کو طلاق حاصل کرنے کا حق حاصل ہے، اور اگر وہ عورت خاوند پر خرچ کرنے اور گھریلو خرچہ اور معیشت میں شریک ہونے پر رضامند ہو تو یہ اس کی جانب سے احسان ہے جس پر اسے اجر وثواب حاصل ہوگا، لیکن اس پر واجب نہیں اور اسی لیے وراثت میں اس کے حصہ پر اثرانداز نہیں ہوتا.

یہاں ایک تنبیہ ضروري ہے کہ ہوسکتا ہے کہ بیوي اپنے والد یا والدہ کے ترکہ میں سے نصف ترکہ حاصل کیا ہو، اس صورت میں کہ جب اس کا بھائی وارث نہ ہو، اور ہوسکتا ہے یہ اپنے بھائی یا بہن کی وارث بنی ہو اور اس کے ساتھ اضافہ یہ کہ خاوند کی موت کے بعد اس کے ترکہ سے بھی اسے وراثت میں حصہ ملے گا.

اور ہوسکتا ہے کہ خاوند اس کی برعکس حالت میں ہو، یعنی وہ اپنے والد یا والدہ یا اپنے بھائیوں کے ترکہ سے بہت ہی کم مال کا وارث بنا ہو، یا پھر اسے وراثت میں کچھ بھی حاصل نہ ہوا ہو.

اس تنبیہ سے ہمارا یہ بیان کرنا مقصود ہے کہ اللہ تعالی کا فرمان : {مرد کے لیے دو عورتوں کی مثل ہے} یہ فرمان میت کی اولاد میں سے لڑکے اور لڑکی کے متعلق ہے، اور یہ خاوند کا اپنی بیوی کے ساتھ ہونے پر منطبق نہیں ہوتا، کیونکہ ہر ایک کے لیے مستقل جہت ہے جس کی طرف سے وہ وارث بنیں گے.

واللہ اعلم.